رجسٹرڈ نمبر اے ۳۸۳



توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں، مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تمیز مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا، بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جہت۔ رائے کی اصابت بے روو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدیں پھر اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی پرچہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہوں گے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک ان میں نہ ہونا چاہیے۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴   نمبر ۱۶

مضامین غیر

۲۹ اپریل ۱۹۲۶ء

مختصر فسانوں کا فسانہ

"پیری بوی پیرے داشت گر کردہ باز یافت" یہ جملہ ایک ظریف نے جواب میں اس سوال کے کہا تھا کہ حضرت یعقوب یوسف پر کیا گذری؟ واقعی قصہ کو اگر مختصر کرنا مقصود ہو تو اس پیر ظریف کی تقلید کرنی چاہئے۔ الغرض یہی کیا۔ دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے ایک تھا خالی الذہن سادہ لوح دوسرا تھا چالاک مجھ بری تھی مختصر بسم اللہ کے بعد ہی چالاک ظریف نے بیوقوف شریف سے کہا حافظ جی تمھیں سورہ مزمل یاد ہے؟ حافظ کھانے کی کتاب کا افتتاح بسم اللہ سے کر چکے تھے اب امتحان حافظہ دینے بیٹھ گئے۔ ادھر تو قلیلا جلیلا وبیلا کے قافیہ بجس فراغ دے ملنے لگے۔ ادھر شریک نے بے دردی کے ساتھ سارا کھانا ٹھیلا۔ حافظ جی نے غفور رحیم کہہ کے سورہ ختم فرمایا ظریف نے ڈکار لے کے مزہ سے غذا انفعلا کی رسید حاصل کی۔ بیچارے حافظ جی کی آنتیں قل ہو اللہ پڑھتی رہ گئیں۔ اب باتیں ہی چبئے۔ دوسرے وقت حافظ جی نے قبل بیٹھنے کے ارادہ سے ظریف شریک پر لعنت کی بوچھار شروع کی۔ بندہ خدا تم نہایت بیہودہ ہو ایک سورہ بھی تمھیں یاد نہیں حشر کے دن اندھے اٹھو گے۔

ظریف نے بالمنشان جواب دیا کہ اگرچہ ضرورت حفظ کی نہیں بفضل خدا مجھ جانتا ہوں حافظہ سہی ملحوظ رہے۔ مجھ کو بھی چند سورے یاد ہیں۔

حافظ جی سمجھے کہ اب یا مارا دیکھو تو کیسا الحمد دیتا ہوں کہ حلق ہی سے ناتہ سنئے لگے۔ تو حضرت پڑھئے سورہ والشمس۔ ظریف نے بڑا سا نوالا انگلیوں میں لیا اور کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم والشمس وضحٰھا۔

.... پیچھے چند؛ ؛؛ رفقان عقبا تقوی؛ ؛ ادا کرتے ہیں جا ا ساتھ کھانا دوا لڑکے مزہ کا ذرہ چپ کھانے کا قصہ مختصر۔

آجکل بتقلید یورپ یہاں کے اہل قلم نے مختصر کہانیاں لکھنی شروع کی ہیں۔ یورپ والے دل سے کام لیتے ہیں اس وجہ سے ادن کے مصنفات لطف ادب سے خالی نہیں ہوتے۔ یہاں عالم برعکس کہانی بھی مہمل بے نتیجہ رد کھی پھیکی اور ادبی لطف بھی مفقود اسی ایک صفحہ کی عبارت میں فضول حسن سپیری دکھانے کی سعی ہی ہوتی ہے۔ گر اختصار کی رشتہ داری کا لحاظ واجب کر لیا گیا تھا تو پھر تمہید و تفصیل سے کیوں احتراز نہ فرمایا۔

عشاق داستان ہجر سنانے سے تھکتے نہیں قاصد اور معشوق کا اس کچھ سے ناک میں دم آتا ہی گھبراتا ہو غالب مرحوم فرماتے ہیں سے

وہ بدخو اور میری داستان عشق طولانی
عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ کو

معشوق اور عاشق کے درمیان ایسا علاقہ ہوتا ہے کہ جو بد خوئی کے ہوتے ہوئے بھی طولانی تقریر کی مجھ بے سلیقہ گوارا ہی نہیں کر رہا ہے۔ "آگ لگے تمھاری باتوں میں چولھا پڑے تمھاری گو اس میں اور وہ کان کھا گئے۔ اِن ہاں سن لیا مرتے ہو دم دیتے ہو۔ اب سونے بھی دو گے اور سے مرتے ہو تو مر چکو" جوانوں کو اس قسم کی گفتگو داد ذہن معلوم ہوتی ہو خواہ اپنی ذات سے متعلق ہو یا غیر کی ذات سے۔ بڑھاپے میں یہ مزا بالکل آشریف لیجاتا ہے چنانچہ ایک مشہور ظریف مرحوم شاعر کا قصہ ہے کہ وہ ان کی معشوقہ سے اور ان سے شکر رنجی ہو گئی۔ پیام سلام موقوف گر آپ جائیے کہلا بھیجا انکا ما ہو اچھو ہی دیکھنے لگتا ہو اتفاقاً ایک بڑے میاں جو شاعر صاحب کے بھی دوست تھے اور وضعداری کے اقتضا سے ان کی معشوقہ کے یہاں بھی آتے جاتے تھے لنے کو جیتے وقت شاعر صاحب نے دریافت فرمایا! ہیں یہاں سے کہاں جانے کا قصد ہے؟ انھوں نے کہا کہ رستے تک جاؤں گا......... کے یہاں؟

شاعر: تو ایسا میرا کام کیجئے .... سے کہنا کہ نہ مزرو بیکی حالت تمھاری جدائی میں موت اختیار کر گئی ہے۔ دل کو یہ ہے کہ نہ آرام ہے کسی پہلو قرار نہیں آتش ہجر کی حرارت سے جگر کباب ہو دل تپاں ہے۔ جب تمھاری نرگسی آنکھیں یاد آتی ہیں دونوں چشمے کھلے کے کھلے رہ جاتے ہیں۔ پیچ پیچ زلفوں کا خیال آتا ہی پیٹ میں مروڑا اٹھتا ہے۔ ادن سے گتھی ہے عناب لب کی وصف میں کھانسی کے کئے آدمی سے پیسہ ہو گیا ہے۔ شب و روز کھوں کھوں کرتا رہتا ہو گردن کا تصور بند حلق کو آڑ کا دہرہ چہا ساقِ یاد کا دھیان کیا اور لنگا زمین پر آ گرتے۔ گر موم کی دمن میں پڑا ہوا ہے اب غرض حال ابتر ہے خدا کیلئے اب غصہ تھوک ڈالو اور چلی آؤ"

دوست: میاں بیامتمہاری رداں سے ادا ہونے کے قابل نہیں میرا حافظہ بھی اتنا قوی نہیں ہے جو کچھ یاد رہیگا کہہ دوں گا"

بڑے میاں نے اپنی راہ لی دو چار دن کے بعد آئے تو شاعر صاحب نے پوچھا کہو تم کہہ گئے تھے؟

دوست: "ہاں"

شاعر: "میرا پیام کہہ دیا تھا؟"

دوست: "کہا تو۔ مگر بہت مختصر اور جامع"

شاعر: "آخر کچھ میں بھی تو سنوں"

دوست: "کیا کرو گے سن کے"

شاعر: "بھئی واہ یہ ایک ہی ہوئی۔ میرا ہی پیام اور مجھی کو نہیں بتاتے؟"

دوست: "دیکھو گرمے کی سند نہیں میں نے جیسا کہ دیا تھا ویسا سنا تو یاد رہیگا۔ میں شاعر نہ شاعر کا بچہ۔ کبھی عشق کا جھولا بھی نہیں پالا جو وسعت رائے سے واقف ہوتا۔ میں نے مختصراً یہ کہا کہ میاں......... شاعر تمھارے ہجر میں بگڑے کو ترستے ہیں اب بھی جگر ٹھا رہ گئی ہو خدا کے لئے مرہم دیدار کی دیا سیا کرو ورنہ برا حال ہوگا"

دیکھا آپنے اگرچہ بڑے میاں جوان ہوتے تو مضمون شاعر صاحب کے دراز الفاظ کا تھوڑا سا حصہ ضرور یاد رہتا۔ اور گفتگو میں مزا بھی آتا۔ شاعر صاحب بڑے میاں کے اختصار پر ہرگز نہ ریجھتے۔

خرد، فنی اسلوب پسندی کا برا ہو کہ آجکل کے اکثر مختصر افسانے سن کے صاحبان عقل تھک جاتے ہیں گر نہ تو قصہ زمیں گھبرا کر پڑھنے والے اور کہتے ہیں ان کی طلب اسقدر ہوگئی ہے کہ ہماری کا غذ دل میں ان کا جلوہ نظر آ رہا ہے۔ بیٹھے بیٹھے ایک جانب کے دل میں گدگدی پیدا ہوئی کہ ہم بھی کچھ لکھ ڈالیں۔ ارے اہل عقل راجہ عقل! شاید لکھنے اور پڑھنے والے اپنی لیاقت اور پسند میں اصلاح فرمائیں۔ ملاحظہ ہو۔

کی علت بی بی میں سرایت کر گئی یعنی میاں ہو گئے بیوہ اور بی بی کھانے لگیں بیوہ کرنے لگیں بیاہ۔ اور صوفیانہ کر بھوک لگی اور انگور سے کھانا کھا لیا بعد اس معلوم ہوئی اور پانی دھکوس گئیں۔ نیند آئی اور سو گئیں۔ وہ دن میں ایک مرتبہ ضرور دو گھنٹی جاتیں۔ لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے چھوٹا پیٹ بڑھا نچلا حصہ اونچا ہوا۔ لیجئے حضرت یہ نئی آفت آئی۔ لو ہی جینے گزرے تھے کہ پیٹ کی اس بیماری میں ورم نے بھی جگہ پائی ایک جیخ رہی

جنگو منزانے۔ وجود کی بیماری سے محفوظ رکھا ہے وہ خوب سے اپنڈا انیٹ کے سو رہے ہیں مگر ڈاکٹر کی ایجاد بیماری۔ وجود کی اصلی ہستی کی شان۔ بستر کے یہ جل اٹھی رہیا۔

آف! اے خدا۔ اے دو جہان کے مالک خدا تیری مشیت سے کوئی واقف نہیں تو ہی اپنے بھید خوب جانتا ہے۔ لالہ کلو کو تو نے اپنی رحمت کا ملنے کیا نہیں مال، باغ، زمین، گھر بار، ہر ایک چیز موجود ہو مگر اپنے اور اپنی بی بی کی بیماری سے چلے مجبور ہیں ورنہ یہ سہانا سماں یہ بگنیر منظر پر لطف سرسراں کی نگاہوں میں یوں خار سا کھٹکتا۔



آملتی انڈی سے بوٹی نکالنے کی سعی

جنم دکھیا۔

لالہ کلو کا بیج بیوپار خوب چلتا تھا۔ بڑے بڑے آدمی ان کے مقروض تھے۔ وہ صبح اٹھتے جا کے ضرور جاتے گنگا دون سے فراغت کرتے نہاتے پوجا کرتے۔ بھوجن پیٹ میں بھرتے اور سیدھے اپنی دکان پر جا بیٹھتے خوب کاروبار نے ترقی کی آخر عمر میں انھیں ایک مہلک بیماری نے بہت دکھ دیا۔ بیماری تھی بھی عجیب غریب بھی کھانا کھاتے میں جنر بہلتا تھا حکیم وید ڈاکٹر سب ہی کا تو علاج ہوا مگر زندگی بھر یہ بیماری نہ گئی۔ خدا کسی بھلے مانس کو یہ بیماری نہ دے شاید اسی بیماری کی وجہ سے دوسری بیماریاں بھی پیدا ہو گئیں۔ آنکھوں نے دیکھنے کانوں نے سننے منہ نے پہننے ناک نے سونگھنے انگلیوں چھوٹے دانتوں نے چبانے انگلیوں سے چلنے لگے۔ دھکے اور ہر جنبش تھی۔ معدے میں کچھ جاتا تھا۔ پھیپھڑوں سے سانس لیتے تھے۔ ایک جان دار اور اتنے آزار۔ کس کس کا مقابلہ کرتے ان بیماریوں کے ہوتے انھیں شادی نہ کرنی چاہیے تھی مگر انھوں نے ایک بال وجاہت شادی کرلی۔ خوش قسمتی سے ان کی بیوی بھی آزادی کی طلب انھیں بچپن ہی سے بیوی کا روگ تھا۔ بیماری کا بیماری ہو گئے بند ہوا تو بی بی کا روگ سیاں کو لگا دیا۔

ایک آسمان۔ آخر نوبت بانیجا رسید کہ بیماری نے پیٹ سے پاؤں نکالے۔

——— ✳ ———

شب کا وقت ہے آدھی رات کا سماں ہے برسات کی رات ہے۔ ابر گھرا ہوا ہے ننھی ننھی بوندیں پڑ رہی ہیں کوئل کوک رہی۔ پپیہا پی کہاں پی نہیں تو پی کہاں کی صدائیں لگا رہا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے

ایک بج گیا۔ دو بھی بج گئے۔ سب مریض کے کونتھنے کی آواز سے عرش کانپنے لگا زمین تھرا گئی چمکیلے جگنو جھلملاتے۔ پولیس کے پہرے دار جیسے سو جاتے ہیں خاک کی جیسے۔ جاگتے رہو مگر بیمار کی آہ و زاری۔ کتوں کی بھوں بھوں مچے سوتے سوتے چونک اٹھنے والے بچوں کے دل دہلانے۔ لالائن کے پیٹ سے ایک متحرک چیز برآمد ہوئی یہ چیز بھی مختلف آزاروں میں مبتلا ان میں روح جسم بھر جیلی میں لپٹا ہوا لالہ کلو اس تازہ بیماری کو دیکھ کے رو دئے۔ لالائن کو غش آگیا۔ جیلی چاک ہوئی رسی کاٹی گئی۔ دائی نے قرا بجایا۔ مبارک باد کی آواز دی۔ نئی آواز نئی آواز کسی نے سچ کہا ہے۔

"جن کے لاڈ گھنیرے ان کو دکھ بہتیرے"

——— ✳ ———

تاریک راز۔

مقدار جس قدر سہاگ رات میں خدا نصیب ہے جوانی کی سیر میں ... ہم ... کہ گیا ...

مولوی گھما سان الحق [illegible] میں [illegible]
مشہور ہے کہ وہ مسجد میں نماز کے وقت بھی کئی
[illegible] کہے جاتے تھے۔ [illegible]
[illegible] حرکات میں سے
یک [illegible] کہ [illegible] انسانی عقل کی [illegible]
[illegible] کے اصول پر منحصر ہے۔

"تماشہ گاہ"

دوپہر کا وقت ہے مولانا گھما سان الحق [illegible]
گھر میں [illegible] ہیں وہ [illegible] کر غائب ہو جاتے اور
شام کو گھر میں آتے ہیں ان کی مقدس اہلیہ سے ہمسائی
سے آئی ہیں [illegible] اہلیہ مولانا کے دل پر [illegible]
[illegible] اشک [illegible] ہیں۔
ہمسائی: [illegible] کیا [illegible]
کیا [illegible] ہو گیا مولوی صاحب سے کچھ ان بن
ہو گئی ہے؟

اس مختصر سوال پر اہلیہ مولانا کی [illegible]
[illegible] ہوئی [illegible] انھوں نے [illegible]
سے کہا [illegible] مولانا بھائی
کی طبیعت [illegible] ہے وہاں [illegible]
[illegible] کے بیٹھ جاتے
[illegible] رات گئے تک [illegible] وظیفہ میں [illegible]
[illegible] رات تک [illegible] کرتے ہیں [illegible]
[illegible] بات کچھ میں نہیں آتی
[illegible] تمہارے میاں خفیہ پولیس میں
[illegible] سے میری طرف سے [illegible]
[illegible] بھید کا کھوج لگائیں۔
ہمسائی: [illegible] بات ہے؟

[illegible] حسب معمول سویرے گھر سے نکلے تو
[illegible] تعاقب میں ہمسائی کا [illegible] ہو لیا
[illegible] حالت تھی [illegible] کر جیسے کہ
[illegible] کی طرح [illegible]
[illegible] جانب دیکھتے تھے ہمسایہ [illegible]
[illegible] ایک گلی [illegible] مولوی صاحب
ایک مکان کے دروازے پر [illegible] یہ مکان ایک ویران
مقام پر چند مجبوروں کے درمیان تھا [illegible]

[illegible] سال [illegible] ہی [illegible]
[illegible] ہی [illegible]
[illegible] داخل ہوا
تو [illegible] جناب مولانا کے سامنے ایک [illegible] بیٹھی
رکھی ہے [illegible] ہیں اہم
[illegible] ہے۔
[illegible] یہ کیفیت دیکھتے ہی گھبرایا اور
ہمسائی کے ذریعے ساری حقیقت بی بی [illegible] کے گوش
گزار کر دی۔ قصہ تمام والسلام

[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] کے بیان کی تشریح [illegible]
[illegible] کے۔

"[illegible]"

[illegible] ہی [illegible]
[illegible] کا یہ کمال نہیں ہے!
[illegible] افسانے لکھنے پر
[illegible] کبھی؟ [illegible]
[illegible] افسانے تو آپ لکھیں گے۔ [illegible]
[illegible] جس کا حاصل [illegible]
[illegible] کرنے کے [illegible] معلوم نہیں ہوتا
فرماتے ہیں!۔

"محبت [illegible] ہم [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] سے حاصل ہو سکتے ہیں" [illegible]
"محبت شہرت سے بہتر ہے۔" [illegible]
"محبت [illegible] کرتی ہے۔" [illegible]

اس قسم کے مقولے مختصر اور [illegible] ادبی رسائل میں
دیکھے جاتے ہیں۔ [illegible] میں کوئی لطف ہو تو جس زبان
[illegible] استعمال کئے گئے ہیں اور اسی زبان سے
[illegible] دیتے ہوں ورنہ ایسے کلمات پر
[illegible] زیر عنوان محبت کیا ہے [illegible]
[illegible] ہیں؟

(۱) [illegible] کی [illegible] اور
[illegible] کہا۔ [illegible]

[illegible] اور ان تمام [illegible]
[illegible]
(۲) محبت [illegible]
(۳) محبت [illegible] کی [illegible] ہے
"[illegible]"

(۴) [illegible] میری محبت مجھے [illegible]
کہ وہ رفع حاجت کے وقت مجھ سے کام لیتی اور میں
[illegible] سے [illegible] ہوتا۔
"[illegible]"

(۵) [illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] ہے اور مجھے آرزو ہے کہ میری [illegible]
[illegible] بن جاؤں۔ "[illegible]"

جس ملک میں صرف عمدہ کاغذ اور لکھائی چھپائی پر
[illegible] دیتے ہوں اور اس طرف سے اور سے
ہو [illegible] کے بعد [illegible] اخلاقی
علمی [illegible] معلومات میں کس قدر اضافہ ہوا وہ
ترقی نہیں کر سکتا۔ فقط

[illegible] عدد ۲۲۹ [illegible] نیلام

بعدالت [illegible] مقام اعظم گڑھ ضلع اعظم گڑھ

مقدمہ [illegible] نمبر [illegible] ڈگری [illegible]
[illegible] نمبر ۳۳۹ [illegible] ڈگری [illegible]

[illegible] ساکن [illegible]

بنام مرزا [illegible] علی بیگ [illegible] مرزا صدیق بیگ ساکن
[illegible] اعظم گڑھ

چونکہ ڈگری دار نے درخواست اس عدالت میں [illegible]
[illegible] نیلام کیلئے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ
[illegible] حالات مقدمہ سے [illegible]
[illegible] بوقت ۱۰ بجے [illegible]
عدالت میں حاضر ہو کر [illegible] کے متعلق [illegible]
[illegible] تمہاری غیر حاضری میں [illegible]
ہوگی [illegible] تم اس مقدمہ میں [illegible]
[illegible]
[illegible] عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت [illegible]

اُردو پنچ فی المراسلات الحجازی

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم۔ آپ کا نامہ نگار عفی عنہ مدینہ منورہ بیت المنورہ موجود ہے۔ اور حرم میں آپ کے لئے دعا کرتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ گنبد خضرا کے سایہ میں بھی اپنے فرائض کو فراموش نہ کروں گا۔ ؎

بصد مصطبا امی نشانہ اکنوں یار
گرانے شہر نگر کن کہ میر مجلس شد

فی الحال تحفہ حجاز ارسال خدمت ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں کوئی سفرنامہ لکھنے کا ارادہ نہیں ہے۔ زمزمیوں اور کھجوروں کا وقت بعد کو آئیگا اسوقت تو صرف کچھ داڑھیاں پیش کرتا ہوں۔

قدیم تعریفیں اکثر چیزوں کی غلط ثابت ہو رہی ہیں۔ پرانے اصول اکثر بدل رہے ہیں۔ عناصر چار تھے اب خدا جانے کتنے مانے جاتے ہیں۔ پہلے جواہر آفتاب کی وجہ سے رنگ پکڑتے تھے اب ریڈیم کے ذریعے تیار ہوتے ہیں پہلے مرغیاں انڈوں پر بیٹھتی تھی۔ اب انکیوبیٹر ذریعہ روانی بنتی ہیں۔ ذیل میں اُس دقیانوسی تعریف کو بھی دیکھئے جو داڑھی کی ہوئی تھی ؎

یک داڑھی ان منوہر ایک انگلی بیچھے
ایک داڑھی خلق نصیحت ایک داڑھی شدہ

اکبر جہاز پر داڑھیاں دیکھکر معلوم ہوا کہ اس تعریف میں بہت ترمیمیں ضروری ہیں مثلاً ان منوہر داڑھی لیجئے۔ یہ وہ داڑھی ہے جو گرٹے کی ہو اور بال ہر جگہ برابر ہوں مگر اس داڑھی کو کیا کہئے گا جو قدرت کی فیاضی سے ہو تو ان منوہر مگر گالوں کے بالائی حصہ پر اور ٹھڈی پر استرے کے دست برد میں آگئی ہو اور باقیات الصالحات صرف جبڑوں پر اور حلق پر تاشے کی جھالر کی طرح پڑی ہو۔ جیسے داڑھی وہ کہلاتی تھی جو بہت گھنی اور بہت بڑی ہو آنکھوں کے نیچے سے شروع ہوتی ہو وہ داڑھی گردن نکل کر ناف پر [illegible] ملتی ہو۔ لیکن اگر اس داڑھی کو ہر بال کترا ہو کر آتش بازی کی چرخیوں کی طرح [illegible] تو اسکو کیا کہئے گا (باقی [illegible])

خلق نصیحت داڑھی کے نمونے البتہ موجود ہیں کہ گو تعریف مذکورہ بالا جامع ہو مگر مانع نہیں۔ شدہ داڑھی کی قسمیں بہت ہیں اور دل چاہتا ہے کہ کاش ایسے بھی تبرکات یوروپ میں مختلف نام ہوتے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہندوستان کے ہر صوبہ کو تمام اقسام کی داڑھیوں میں اچھا خاصہ حصہ ملا ہو مگر جو شہرت مشرقی بنگال کو حاصل ہے وہ دوسرے مقامات کو نصیب نہیں شدہ اور خلق نصیحت داڑھیوں کا بادشاہ یہی صوبہ ہے۔

کہاں سے وہ قلم لاؤں اور کہاں وہ قوت رقم پاؤں کہ چند داڑھیوں کا نقشہ اتار دوں۔ ایک داڑھی شدہ قسم کی ان دنوں زمانہ میں سے دیکھی ہو کہ بنگال ایسا داڑھی خیز مقام بھی اسپر مباہات کرتا ہو۔ اس داڑھی میں تقریباً سوبال ہونگے مگر سعدی کے دس درویشوں کی طرح صرف ٹھڈی کے بیچ بیچ میں نہایت کم جگہ میں آسن مارے بیٹھے ہیں مگر سب سے لمبے ہونے کوئی بات نہ تھی مگر کمال تو یہ ہو کر آگے کے مقام سے یہ مختصر گروہ اونچا ہو کر آگے کو بڑھا ہے اور تقریباً آدھا انچ چل کر پھر نیچے کو ہٹا ہے تو ایک پر پہنچ کر ایک ذرا سا آگے کو جھک کر ختم ہو گیا ہے۔ جیسے انگریزی کا نشان استفہام ہوتا ہے یہ داڑھی گویا خود اپنے اوپر تعجب کر کے "کیف خلقت" کی صدا بلند کر رہی ہے۔

ایک دوسرا تحفہ بنگال لئے اپنی نوع کے تین موجود ہیں بہت جبڑے کی ستے ملاؤں ٹھڈی کے نیچے پر جبڑے پر تینا تی پاؤں جاتے ہے۔ میسرہ اسی کے مقابل میں دوسری طرف ہو مگر معلوم ہوتا ہو کہ بھاگنے پر تیار ہے قلب لشکر نہایت سراسیمگی کے ساتھ اپنے استقامت جائے ہوئے اپنا مختصر پھریرا لہرا رہا ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب گرنے والا ہے۔ یہ داڑھیاں مشت نمونہ از خروارے ہیں اور صوبہ کا نام بلند کر رہی ہیں۔ بمبئی بھی اپنی داڑھیوں میں ایک پیچھی نہیں چیسے پر شدہ وہ داڑھی ایک عام منظر ہے بمبئی نے یہ کمال دکھایا ہو کہ گول اور کتابی چہرے پر شدہ داڑھیوں کی گنجی کو خاتمہ کر دیا ہو مگر ادھر والوں صاحبوں کے ستے سنت بنگالہ ہی ہے گیا ہو تا مگر ایک داڑھی جو جہاز پر بمبئی [illegible] دوش کوئی یہ داڑھی بہت

بہت ہی نفیس ہو اور چہرہ بھی داڑھی سے مناسب ہو مگر کانوں پر صرف سو دو سو بال رکھتی ہو۔ ٹھڈی بالکل صفاچٹ ہو مگر غضب یہ نہایت گھنی ہو اور تقریباً چھ انچ چل کر دونوں بائیں تقسیم ہو گئی ہو اور غلبوں کے نیچے چھپا سکتی ہے۔

محمد علی ردولوی عفی عنہ از مکہ معظمہ کوزہ نفیسہ

پنچ۔ چودھری صاحب آپ کی باتیں بھی کہنے کے قابل ہیں کجا بالی لاس عمری بے ریش ہو وہ حدیث کی سماع اور کجا حجازیوں اور حجازیوں کی مقدس داڑھیاں۔ بنا بنی کی گوٹ کہ لگا کے ماتحت چوٹ! خیر جنت۔ سفر حجاز و شرکت حج مبارک ہو عربی داڑھیوں کے اقسام عربی کتابوں میں مفصل موجود ہیں زلف معشوق و ریش حضرت شیخ اب دونوں منت کی چیز بننے والی ہیں۔ زلف کی منت بڑھ چکی ریش کی منت وقت ورفت سے بڑھائی جا چکی۔ ریش ہی نہیں بروت (مونچھ) کی جگہ پر "ق" (ٹھنے ہوئے) کے نقطوں کی طرح دو کالی بوندیاں رہ گئی ہیں کہیں وہ بھی نہ رہو۔ [illegible] کی طرف [illegible] سیاہ ست ہو ہونٹوں کے اوپر بیچ بیچ سے جو بیچ بچ کے بیٹھے ہیں جھکا ما ہو جاتا ہے۔

ہٹے پڑے ہوئے تو خیر دنیا کی طرف سے بے پروا ہو ہی ہیں ایک شیخ آبادی مولوی نے باتباع سنت انکی بھی اپنے عیالی بندوں کی داڑھی کسنے کا مشورہ ابھی حال ہی میں دیا ہو غالباً وہ سمجھتے ہیں کہ ریش کے جنگل ترقی مذہب یعنی اصلاحات سیاسی میں سد سکندری ہیں۔ داڑھی منڈے اصلاح حق کے مجرم ہیں استثنا کی نیت جائز ہے ایک مولوی داڑھی منڈوں کے خلاف نیز نکلنے ہیں پروپیگنڈا بہت جلد کامیاب ہو جاتے ہیں داڑھی منڈوں کو بتایا اسلامی عمل تو کی کفر سبق کی دا اسلامی سے یوں رنگ سیاہ ہو جاتا ہے جیسے ابو جہل کی داڑھی جسنے کتاب میں لکھا دیکھا کہ طول لحیہ دلیل حماقت ہی تنبیہی ڈھونڈی نہ ملی تو تلاش کیا بلا تمدی داڑھی کی بال کو نے دو جسے نیا یا کہ خوشی میں داڑھی کے جراغ کی لو سے لگا دی ؎

فرع شدہ جنس کہ نفس ہے



پہونچے جہاں میں سے ہوا غل نہیں نہیں
بچنے کو بائیکاٹ سے مامن کہیں نہیں

آہ سدھ کرے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت سائمن ۔ تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہیں۔


ز غارت چمنت بر بہار منت ہاست   کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
کارخانہ عنبر علی محمد علی عطران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

بڑھاپے کے پردے میں آگ لگی ہے
کمی نہ سمجھئے بجھاں ریوہ
خضر بہ خضاب زر دری شنی ہیں
بعض شعرا داڑھی کو شعلہ اور کرما سے تشبیہ دیتے ہیں جب شعلہ
بجھ جاتا ہے تو خضاب لگاتے کہ داڑھی چھوڑی ہوئی لگ گئے
دھواں بن گیا یہ دیکھ کر تو حرارت سوخت ہے
آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا
ایک علامہ رستایل کا فرمان کی یہ ادنیٰ تک
چلتی ہے کہ اس خیال والے کے ہاتھ کا جادو تا
اثر ہے ہی کہ خضاب ایسے لگے جیسے کٹھیر کی شاخ تا
دیتی ہے اس جس کسے خضر رسالت پر پڑھ کے مخرود
آسمان تک پرواز کرتے ہیں۔

شعلہ علاقہ دل خیال علو والی لسان شفقہ آور جگر
لال انھیں کی مدد کر رہیں کے مفاجات کے دیکھ کے
بالی داڑھی پر سے مجبور کرنے کو مرتب ہو۔

پس جناب چودھری صاحب بسی اکادمی مولوی کی
سنت کی کرنے خضاب کی سرخ ہوا اثر دکھانے لگی چند ہو
سیاہ داڑھی تشکیل بدل ہوگئی ادر آپ بھی عجیب
حلیہ کی شکل پیش کہا تو عشق اشعر کہے
وہ داڑھی کسی کی ہو آئی سیستاں ہیں
اب دیکھئے کہ جس کے تکسیر ترتیب کریں
ایک حیلہ نگار خضاب سو انھیں کے ہاتھ میں ہے وہ بھی
جاتا رہیگا۔

ہندی شعر میں جتنی تشبیں داڑھیوں کی گنائی گئی ہیں
وہ دیکھنے کی کمال کا ایک طرز ہے یعنی داڑھی اور جو تشبیہ
کی وضع قطع کی تابع فرمان ہوتی ہے جس پر وہ لگی ہو۔
یہ تشبیہ ہر شخص میں ایک ہی وضع پر قائم نہیں ہے۔ نتیجے
جس کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں تشبیہ کی مینڈی
داڑھی بنائی مگر وہ طول عرض میں جداگانہ ہوتی ہے
ان دونوں کی خرابی داستان اپنی شکل سے تمثیل طرح میں
متولد ہوتی ہیں۔ پس داڑھیوں کی تشبیہیں بھی بدلتی رہتی
ہیں ایک دو ہے اشعر میں تشبیہیں جھلکیا سا ہیں یہی
وجہ ہے کہ آپ بعض نئی داڑھیوں پر اظہار تعجب کیا ہے
خیر گر فرصت ملی تو آئندہ نمبر میں چند تشبیہات شاعری
کی میں نمونہ دکھایا جائیگا۔

بالفعل بھی ہم ہی جناب کو زحمت نہ فرمایا اس
حمایت کا شکریہ قبول فرمایئے۔

نقد انقد

"ادبی دنیا"

مولانا محمد نجیب آبادی نے ایک ماہوار پرچہ لاہور سے
شائع کیا ہے اور رسالہ صورت شکل چھپائی لکھائی
تصاویر و جم کے اعتبار سے یقیناً مقبول عام ہونے کی
صلاحیت رکھتا ہے۔ رسالہ کا اصلی اور اہم مقصد یہ ہے
کہ اردو میں سنسکرت اور عربی کے مشکل الفاظ کی جگہ
آسان اور عام فہم الفاظ لکھے جائیں۔ اگر کوئی بری
نیت سے نہ دیکھے تو یہ مقصد برا نہیں مگر صرف اس غرض
کا اظہار ایک صفحہ میں کیا گیا اور اس ایک صفحہ میں
بیسیوں مرکب الفاظ ایسے استعمال ہوئے جن کی توضیح
ایک جداگانہ فرہنگ میں کرنی پڑی۔ اگر کوشش
کی جاتی تو صاف اور سادہ اردو میں یہ غرض بیان کیجا سکتی
تھی۔ ایک صاحب نے اپنے ایک ملاقاتی سے شکایت کی کہ
آپ گالیاں بہت بکتے ہیں۔ دوست نے "ترے جوابا
کہا کون اور بیطا ولد الزنا آپ سے کہتا ہے؟" اور نہیں
تو اتنی کا ثبوت ملا ہیں آسان پسندی کا۔ مثلاً
یہ جلد ادبی دنیا کے ذریعہ اردو مصنفین اور اہل صحافت
کے خانہ گوہر ہکاں میں یہی زبان پیدا کرینگے؟

اگر ایسی ہی زبان اور آسان زبان پیدا کرنے کا ارادہ ہے
تو یہ تحصیل حاصل ہے خدا بخشے ملا لبیغ الملک کو وہ بھی ایسی ہی
آسان زبان بولتے تھے چنانچہ جب ادن سے کسی نے
گھوڑے کیلئے تھوڑی سی گھاس مانگ بھیجی تو کہنے لگے
"میرے مخزن گیاہ میں اس قدر تنگی نہیں ہے کہ عصائے غیر
اپنے مناقیر سے ترتیب کر قیاسہ میں استفادہ کرسکیں
چہ جائیکہ آذوق بہ ذخول احباب اطیاب؟"
نوکر نے صاحب زادش سے کہا: حضور میں نے
گھانس فلاں صاحب نے مانگی تھی تو ملا نے کچھ جواب
نہیں دیا اور وہ پڑھا کیئے؟
ادبی دنیا بھی سمجھے گی کہ نامہ نگار دو دو پڑھتے ہیں
لغت کی جلدیں ڈالتیں فرہنگ سے وہ ولی بہت لگے ؟

اس اہل مقاصد پورے کرے۔ آمین۔
دیگر مقاصد مضامین سے جدا ہونگے ہم دیکھنا
چاہتے ہیں کہ فرہنگ نے جو کاغذ میں موجود کی معانی
کس طرح سمجھائے ہیں۔

فرہنگ نگار صاحب "آرزو انگیزی" کا ترجمہ
فرماتے ہیں "دلی آرزوؤں کو بیدار کرنا" اول تو
آرزو انگیزی کی ترکیب ہی خوبصورت ہے اگرچہ
کسی پہلے اہل کی زبان سے یہ ترکیب نہیں سنی۔
خیر ہوگی اور صحیح ہوگی لیکن انگیختن بمعنی بیدار کرنا
کسی لغت میں نہیں ہے۔ انگیختن کے معنی ابھارنے۔
جنبش دینے بلند کرنے کھینچنے دور کرنے پیدا کرنے
بلند آواز کرنے کے ہوتے ہیں۔ یوں کہئے کہ آرزو
پیدا کرنا تو صحیح بھی ہو تو سمجھتا آسان بھی: "دلی کا مفہوم
اور بیدار کا تذکرہ کیجئے بغیر بیداری کا الحاق خدا جانے
کس شرح کی آسانی ہے۔
واقعی "خانۂ گوہر ہکاں اہل صحافت" اب غوطہ
لگا کے موتی نکالنے لگے گا۔ خدا بچائے اس ہوتی سے
جو اردو کی عاقبت بگاڑ رہے۔
اصطلاح معنی صرف بجا "سے" پہرہ فرہنگ کا دعوا
اس تصرف کو تسلیم فرماتے ہیں اور جس وجہ سے لکھنے پر
اعتراض نہیں کرتے۔
ہر لفظ و معنی کی تنقید کے لئے فرصت درکار ہے۔ ہم سامنے
کے دو چار الفاظ سے بحث کرینگے کیونکہ یہ اصطلاحی
معنی ہیں۔ "محاسب" مگر فرہنگ میں "منیم" لکھے ہیں
حالانکہ منیم دراصل جناب جو ہناب بر سبیل الاستفسار
یہ زبان عوام تحریف منیم شد منیب اصطلاحاً قائم مقام کو
کہتے ہیں جو مالک کے عوض لین دین لکھا پڑھی کرے۔
بیس خوردن "جھوٹن پیٹی کھاکے چھوڑے ہوئے
کھانے کو کہتے ہیں فرہنگ کہتی ہے اگلے مٹنے ہیں
بچے کھچے"۔
بوڑھے کا رآیا۔ یہ بڑا کیا۔ فرہنگ اسکے معنی ہیں۔
بڑوں کا آگے در پیش آمدن کا مرادف ہو مرزوہ باد
اہل صحافت یہ زبان حاضر ہے۔
بیکس خلوتوں۔ ایسی تنہائیوں میں جہاں کوئی ساتھی
فرہنگ انگریزی کے معنی ہیں تنہائی خلوت کے معنی کہاں ہیں

ثنائی۔ یہ دیباچہ ہی ابھی ملاحظہ ہو جیسا کہ آپ نے ذکر کیا
رنجور مسراتی" دونوں کی ترکیب ظاہر کرتی ہے کہ
مضمون نگار صاحب خواہ مخواہ الفاظ کی درستی کرتے
ہیں مطلب یا اصل استعمال کی درستی سے تعلق نہیں رکھتے۔
پایاب۔ خشک (فرہنگ) پایاب اس جگہ کو کہتے ہیں
جس میں گھٹنوں تک پانی ہو۔ اگر پانی کو معنی خشکی ہیں
تو فرہنگ صحیح ہے اہل صحافت کچھ دنوں رکھیں۔
پیش وپس۔ ہچر مچر، حیلہ بہانہ (فرہنگ) پیش
وپس کے لغوی معنی سب جانتے ہیں "کسی بات میں
پیش وپس کرنا" ارادے کا مضطرب ہونے سے حیلہ بہانہ
سے کوئی لگاؤ نہیں۔ مگر یہ فرہنگ کسی غریب "اہل
صحافت" کے مقابلے میں پیش کی گئی جس پر کوئی
مقدمہ دفعہ ... کے رو سے چل رہا ہو تو بیچارہ پھنس
جائیگا مثلاً آپ نے ڈپٹی کمشنر کے بارے میں لکھ دیا
کہ وہ فلاں معاملے میں پیش وپس کرتے تھے تو ڈپٹی کمشنر
صاحب "حیلہ بہانہ" کی نسبت اپنی طرف آسانی
عائد ہونے دیکھنے چلو میاں اہل صحافت ذرہ سی

درگاہ کچھ سب چلے گئے ہیں۔
ترنم ریز۔ گیتوں کی بارش کرنے والا۔ فرہنگ" ترنم کے
ساتھ رنگین کا الحاق کسی اہل زبان سے نہیں سنا۔
معمولی درسی کتابوں میں "بادۂ عیش گستر" وغیرہ
ترنم رنگین" کسی جگہ دیکھا۔ خدا اولاد ان بیہودہ صرافی
کوئی لفظ جو اتفاقاً ہاتھ لگی جو اس کے معنی معلوم نہیں
بغیر استعمال کئے بھی رہیں تو بچہ اوان میں یا وہ معمولی
اتنا پروا میں فرق ہی کیا ہوا۔ رنگین" لفظ صحیح"
ہے متعلق ہے یعنی گانے کی بنیاد ڈالی اور گانا شروع کیا
اہل صحافت آزاد نگار شاید ابن حنیف کے اگلے زمانہ میں
انہوں نے خیال فرمایا کہ "ترنم رنگین" بھی کوئی محاورہ
ہے گے ہاتھوں لکھ دیا۔ اسی طرح "نکہت بیز" ترنم
خونیم" پاشیدہ" میں پاشیدن کا تعلق نکہت سے تھا۔
زور دستی الحاق دولتے "تبسم" کے ساتھ کلام کر دیا
اب ... ایک یادہ گو "تبسم پاش" ہے۔
مرزا دواہ اہل صحافت آپ کا آئین بدل ...
ہو گیا۔ اپنے طرز تحریر پر علم نہیں ہے۔ ...

... کی ... ہوئی بیکار ہیں۔
آخر میں ادبی دنیا کے ایڈیٹر صاحب سے التماس ہے کہ
وہ پہلے اپنے ... کا ... ہم ... بعد ... وقت ...
پھر خود تحقیق و تفتیش فرمانے میں ... کہاں تک ...
اس کے بعد دیکھا جائیگا یہ کام تو رسالہ نکلنے سے زیادہ
ضروری ہے۔ ... بالالفاظ ...
بھی دور رہیگا اور ادبی دنیا بھی ادبی سے مستفید ہوگی
وہ سے عظیم الشان ہے لہذا ممکن ہے کہ سلسلہ مضمون
جاکہ کچھ دنوں باقی رہے۔ والسلام
راقم خاکسار۔ اکبر الادب

پیچ۔ ... کہ آنجل ... کے معنی ... کے ہیں مگر خدا آپ کی صحافت کو اس سے بچائے۔ ...
... اصلاح کر لینا۔
...

سمن بنابر انفصال مقدمہ
حسب آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی
مقدمہ نمبر ... ۱۹۲۷ء
...

سمن بنابر انفصال مقدمہ
...

...
...